***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Cultural Study of the Dastan *'Sab Ras"*

"داستان ' سب رس"کا تہذیبی مطالعہ"

Syed Afaq Zahir
PhD Scholar Department of Urdu, QURTUBA University of Science and Information Technology Dera Ismaeel Khan, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan.
syedzadaafaq@gmail.com

Abstract

The Dastan Sab Ras, authored by Mulla Wajhi in the seventeenth century, is a landmark in the evolution of Urdu prose and one of the earliest examples of the classical dastan tradition in the Deccan. More than a work of fiction, it serves as a cultural mirror reflecting the socio-political, religious, and aesthetic life of its time. Written during the rule of the Qutb Shahi dynasty in Golconda, Sab Ras incorporates elements of romance, adventure, morality, and allegory while also preserving valuable ethnographic details of the Indo-Persian cultural synthesis characteristic of the Deccan courts. A cultural study of Sab Ras reveals a nuanced depiction of contemporary norms, traditions, and values. It portrays royal etiquette, courtly pleasures, festivals, trade activities, clothing styles, and culinary practices, while also documenting the spiritual and moral ethos of seventeenth-century Indo-Muslim society. The text reflects a harmonious fusion of Islamic and indigenous Indian customs, demonstrating how cultural exchange enriched literature and daily life in the Deccan. The author's use of language, infused with Persian and Arabic vocabulary alongside local idioms, provides insight into the linguistic texture of the time. The narrative is replete with moral teachings, symbolic characters, and allegorical episodes that underscore virtues such as justice, generosity, loyalty, and piety, while also warning against greed, arrogance, and betrayal. Descriptions of processions, celebrations, and architectural marvels evoke the grandeur of the Qutb Shahi court, while domestic scenes and depictions of social gatherings bring everyday culture vividly to life. By intertwining entertainment with cultural documentation, Sab Ras stands as both a literary and historical source, preserving details of political hierarchy, gender roles, and artistic expression. This study positions the dastan not merely as an imaginative creation but as a vital record of a composite Indo-Islamic civilization, bridging the worlds of literature, history, and anthropology.

***Keywords:** Urdu Dastan, Sab Ras, Mulla Wajhi, Deccan Literature, Indo-Persian Culture, Qutb Shahi Dynasty, Seventeenth Century, Cultural History, Courtly Traditions, Social Customs.*

تعارف:

داستان سب رس اردو زبان میں لکھی گئی پہلی نثری داستان ہے جو ملا وجہی نے لکھی ہے۔ یہ داستان تاریخی نقطہ نظر سے اہم مقام کی حامل ہے۔اس داستان کے مصنف ملاوجہی قطب شاہی عہد میں نامور شاعر اور ادیب تھے۔وجہی قلی قطب شاہ کا درباری شاعر تھا جس کو بادشاہ کی طرف سے ملک الشعرا کا خطاب بھی ملا تھا۔وجہی کو اُردو اور فارسی دونوں زبانوں پر پورا عبور حاصل تھا اور اردو نثر میں داستان سب رس لکھ کر اپنے کمال فن کا ثبوت پیش کیا۔یہ داستان وجہی نے عبداللہ کتب شاہ کی فرمائش پر 1635ءمیں لکھی اور بابائے اُردو مولوی عبدالحق کی کاوشوں سے 1932ءمیں شائع ہوئی۔

اس داستان کے حوالے سے ڈاکٹر ظہور اعوان لکھتے ہیں:

"ایک دن صبح کے وقت جب بادشاہ تخت نشین ہوا تو یکایک غیب سے اشارہ پا کر دل میں ایک ارادہ باندھ لیا۔ اس نے اس کتاب کے مصنف ملا وجہی کو طلب کیا۔ وجہی عجیب صلاحیتوں کا مالک، دریا دل، بولے تو منہ سے موتی جھڑیں۔ اس نے وجہی کو پاس بلایا، پان کھلایا، بہت احترام کیا، بعد فرمایا انسان کے عشق کے حوالے سے کچھ لکھوانا ہے اس طرح اپنا نام روشن کرنا ہے کچھ اپنا نشان چھوڑ جانا ہے۔ وجہی بہت صاحب فن ہے اس نے بادشاہ کے آگے سر تسلیم خم کیا۔"(1)

یہ داستان اُردو زبان وادب کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ وجہی کے انداز بیان نے اس کی زبان میں ایک خاص تاثیر اور مٹھاس رکھ دی ہے۔ زبان اور دیگر خصوصیات سے قطع نظر اس داستان کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کی اولیت ہے جس کے پیش نظر اس داستان نے اُردو داستان کو ایک پلیٹ فارم مہیا کی اور ایک جداگانہ انداز اور اسلوب مہیا کی۔

ڈاکٹر گیان چند جین لکھتے ہیں:

"دکن میں اردو نثر میں قصوں کی ابتدا سب رس سے ہوتی ہے۔"(2)

یہ داستان ایک طبع زاد داستان ہے جو محمد یحییٰ ابن سیبک نشاپوری کی مثنوی "دستور العشاق" المعروف قصہ حسن و دل کا نثری ترجمہ ہے۔ لیکن وجہی نے اس کو بہت اعلیٰ اور منفرد مقام عطا کر کے انفرادیت بخشی ہے۔ یہ ایک تمثیلی داستان ہے جس میں تمام کردار مجرد ہیں۔ عقل، عشق، نظر، حسن اور دل وغیرہ ناموں کو یعنی مجرد کرداروں کو زندہ کرداروں کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور یہ مجرد کردار خوش اسلوبی سے داستان کو داستانوی خصوصیات کے قالب میں ڈال کر مکمل کرتے ہیں۔ یہ داستان بنیادی طور پر آب حیات کی تلاش پر مبنی قصہ ہے۔ جس میں مرکزی کردار حسن و دل ادا کرتے ہیں اور کئی ضمنی قصے مرکزی قصہ کو آگے بڑھاتے ہوئے رونما ہوتے ہیں۔

یہ داستان اولین ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف خصوصیات کی حامل ہیں۔ اس داستان میں انسان کی روایتی خصوصیات کے علاوہ تاریخ نسائیت، تہذیب و ثقافت، مذہب، رسم و رواج اور معاشرے سے متعلق ہر ایک چیز کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ بہر حال یہ داستان تہذیبی نقطہ نظر سے اہم حیثیت کی حامل ہے اور اس میں جا بجا تہذیب و تمدن، رسم و رواج غرض معاشرے کی مکمل عکاسی دکھائی دیتی ہیں۔

ملا وجہی لکھتے ہیں:

" سگے ماں باپ سوں ہوتے بیزار، جس یار سوں جیو لگیاں اس یار سوں اختیار، ماں باپ پال پال جنم کھوتے، یو سو آخر کسی اور کے ہوتے جیو لگیا ادہر بیچارے ماں باپ اتال کدھر۔ماں باپ کو سمجھے جیوں خیال ہور خواب، بھائی تو بچارا کس میں حساب، انونے اپنا نفا کھینچے، ماں باپ اپنی خاطر کو جفا کھینچے۔"(3)

حوالہ بالا سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں ہمیشہ سے والدین کی عزت اور وقار کو اولیت کا درجہ حاصل رہا ہے۔ ہمارے دین اسلام کی روسے ہمیں یہ درس سکھائی گئی ہے کہ والدین کا رتبہ سب سے مقدم ہے۔ چاہے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہو ان کی عزت اور احترام میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔ اس حوالے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اُس وقت بھی ماں باپ کی عزت اور اہمیت بہت زیادہ تھی اور رشتوں کی مضبوطی کا ضامن دکھائی دیتی ہے۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں اس کے خلاف بھی کئی کردار دکھائی دیتے ہیں جو ماں باپ کی عزت و توقیر کو خاک میں ملا دیتے ہیں اور ان کی قربانیوں کو پس پشِ ڈال کر ذلت اور تکلیف کا سیلہ دیتے ہیں۔ یہاں یہ بات کہنا نہایت ضروری ہے کہ معاشرتی نقطہ نظر سے والدین کی خدمت تہذیبی اور معاشرتی لحاظ سے ہم سب کی ذمہ داری ہے جس کا حکم ہمارے دین اسلام میں واضح طور پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ ان کی خدمت، عزت ہمارے تہذیب و تمدن کا حصہ ہے جو کہ ہمارے معاشرے کا خاصا ہے اور مشرقی معاشرے کا قانون ہے جس کا احترام ہم سب پر واجب اور فرض ہے۔

وجہی لکھتے ہیں:

" عشق خدا کوں بعید تو اپنا حبیب کر محمد کوں پیدا کیا عشق خدا کو بعید تو اس کی خاطر آسمان زمین خویدہ کیا اگر محمد نہ ہوتا تو آسمان زمین نہ ہوتا، اگر محمد نہ ہوتا تو ماہ و پروین نہ ہوتا، اگر محمد نہ ہوتا تو دنیا خور دین نہ ہوتا صاحب طٰہٰ و یٰسین صاحب االارحمتہ اللعالمین"(4)

اس حوالے سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ اسلامی معاشرے کے اپنے اصول و قواعد ہوتے ہیں اور بحیثیت مسلمان ہمارے کچھ عقائد اور ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہمارا دین اسلام ہمارے پیارے نبی ﷺ پر نازل ہوا ہے جس کے مطابق مسلمان اپنی زندگی گزارتا ہے اور اس کے مطابق اپنا سب کچھ طے کرتا ہے۔ ہمارا دین، ہمارا معاشرہ، ہماری تہذیب ہمیں یہی سکھاتی ہے کہ نبی ﷺ کی اطاعت سب سے مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و عزت و تکریم ہر حال میں مقدم ہے اور کائنات کی ہر شے پر اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت فرض ہے۔ یہی ہمارا دینی عقیدہ ہے جس کے تحت مسلم معاشرے کی رسم و رواج، تہذیب، عقائد غرض زندگی کا ہر ایک کام اور شعبہ متعین ہوتا ہے اور ہم اس کے پابند ہے۔

ابن کنول لکھتے ہیں:

"سب رس میں اپنے عہد کی تہذیبی اور معاشرتی جھلکیاں بھی نظر آتی ہے۔ رسم ورواج کا بھی ذکر مل جاتا ہے۔ معاشرے کی اچھائیاں اور برائیاں بھی نظر آجاتی ہے۔"(5)

داستانیں یقیناً اپنے معاشرے، عہد اور رسم ورواج کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ داستان معلومات، تاریخ اور کسی عہد کے بارے میں جانچ پڑتال کا بہترین ذریعہ ہے جو نہ صرف تفریح کا باعث بنتی ہے بلکہ تاریخ کے اوراق سے بھی کھل کر پردہ اٹھاتی ہے۔

"یو بی ایک چوری ہے یو بی ایک حرام خوری اس کا کیا چھیگا فام، جیسے انصاف کی نیں سکت، اسے دل کا دلیچ میں انپڑتی لت، جنے انصاف چھپایا آنے دل کو بیدل کیا کام گنوایا۔"(6)

اس حوالے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جھوٹ اورا انصافی اور برائیاں ہیں جو معاشرے کی تباہی کا باعث بنتی ہےاور یہی وہ برائیاں ہیں جو کسی بھی معاشرے کی تہذیب و تمدن اور اقدار کو تہس نہس کر سکتی ہے۔سچ اور انصاف ہمارے معاشرے کا تہذیبی ورثہ ہے جس کی بنیاد پر کسی معاشرے کی ترقی کا انحصار ہوتا ہے۔ ہمارے دین اسلام میں کسی بھی معاشرے کی تعمیر میں بنیادی کردار انصاف کا ہوتا ہے جس کی بنیاد پر قومیں اپنا ڈھانچہ تعمیر کراتی ہے۔انصاف وہ بنیادی جز ہے اگر کسی جگہ یا قوم کے اندر اس کا وجود نہ ہو تو قومیں بےراہ اور تباہی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یعنی تہذیبی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ انصاف وہ ترازو ہے جس پر کسی قوم کا مہذب یا غیر مہذب ہونا جانچا جاتا ہے اور بحیثیت مسلمان یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ معاشرے کی تعمیر میں ان اوصاف حمیدہ کی پرچار کریں اور تہذیبی سرمائے کا حصہ بنائیں۔تاکہ معاشرے کے ہر فرد تک اس کے ثمرات پہنچ سکے اور ہمارے تہذیب اور رسم ورواج کو مضبوط بنیاد استوار کرنے میں کردارادا کریں۔

انصاف ہماری تہذیب، ہمارے اقدار کی بنیاد ہے اس پر ہمارے دین اسلام کی بنیاد قائم ہے۔لہٰذا انصاف کے تقاضوں کو تہذیبی، اسلامی اور معاشرتی نقطہ نظر سے معاشرے میں قائم کرنا بحیثیت مسلمان ہم سب کی ذمہ داری بھی ہےاور ہمارا عقیدہ اور ایمان بھی ہے۔

انصاف وہ صفت ہے جو ہمیشہ سے مسلمانوں کا طرہ امتیاز رہا ہے۔تاریخ کے اوراق دیکھ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ عدل و انصاف کا معیار قائم کیا ہے اور کسی بھی تعصب کے بغیر انصاف کو قائم رکھنے کی پوری سعی کی ہے۔ اس حوالے میں بھی مسلمانوں کی تہذیب اورروایات کی مکمل عکاسی ہوتی ہے جنہوں نے ہمیشہ جھوٹ اور ناانصافی کے خلاف مزاحمت کیں۔ اگر کہیں پر اس کے خلاف یعنی جھوٹ اور ناانصافی کا شکار ہوئے ہے تو وہاں شکست اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کسی بھی قوم یا ملک میں انصاف کا انحصار اس کے سربراہ یا بادشاہ پر ہوتا ہے اگر کوئی خدا ترس اور معاملہ فہم اور عقل وفراست کا حامل ہوتا ہے تو معاشرے میں انصاف کا بول بالا ہوتا ہے وگرنہ معصوم اور بے گناہ لوگ نا انصافی کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

"یوں بات خدا جانتا ہے آپیں آپ،عاشقاں کوں شراب منا کر بڑا پاپ،عاشق مفلس عاشق کا ذخیرہ سو یو ہے عاشق میں گناہ کبیرہ سو یو ہے عاشق کوں شراب پلانا عاشق کا دھرم ہے یہاں عشق ہے عاشق کا عاشق پر کرم ہے۔"(7)

اس حوالے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہمارے معاشرے یعنی مسلم معاشرے میں شراب کی ممانعت ہےاور ہمارے دین اسلام کی رو سے شراب پینا حرام ہے۔ جس کے تحت ہر مسلمان کے لیے شراب پینا سختی سے منع ہے۔لیکن یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ اگرچہ شراب مسلمانوں کے لیے حرام ہے مگر تاریخی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو کئی مسلمان حکمرانوں نے شراب کے نشے میں اپنی حکومتیں لٹا دی جو مسلم تہذیب و معاشرت کے عین خلاف ہے۔لیکن اس کے برعکس آج کل کے دور میں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ شراب کی لت مسلمانوں میں کافی حد تک سراہیت کر چکی ہے جس کی وجہ سے اپنا،اپنے ملک اور نسلوں کی تباہی کا سبب بنتے چلے آ رہے ہیں۔

"ہندوستان میں مغلوں کے زوال کی آبیاری اسی مے نوشی سے ہوتی تھی۔اور شہزادوں کے دل کا اس سے عشق زوال پذیر تہذیب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔کہ انہیں شراب سے خاصی دل چسپی تھی جس کا نتیجہ تاریخ کی زبان پر ہے اور موجودہ دور میں بھی یہ برائی اپنا کردار مختلف صورتوں میں پیش کرتی ہے جسے کسی عہد میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔"(8)

اس میں کوئی شک نہیں کہ شراب ہمارے تہذیب و روایات کے منافی ہےلیکن بدقسمتی سے مغربی تہذیب کی عیاشیاں ہمارے تہذیبی ورثے کے تقدس کو پامال کر رہی ہےجو زمانہ قدیم سے حکمرانوں،جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی عیاشیوں کے نتیجے میں چلی آ رہی ہیں۔بہرحال اس حوالے سے اُن مسلمان حکمرانوں کی عکاسی ہوتی ہے جنہوں نے شراب کے نشے میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا جو ہمارے تہذیب اور دین اسلام کی عین خلاف ہے۔

" اس آب حیات کا جیو ہے یو آب حیات آب حیات کو جو پیے گا دنیا میں جیونا اسیچ کا ہے، جکوئی یو آ بے حیات پیا نیں تو دنیا میں عبث آیا کیا لذت دیکھیا کچھ نہیں کیا عبث جیا۔"(9)

اس حوالے میں مشرقی تہذیب کے حوالے سے اسلامی تہذیب کے کا اہم نقطہ واضح ہوتا ہے۔ آب حیات جس کے بارے میں ہمارے معاشرے میں اور مسلمانوں کا یہ ماننا ہے کہ جو کوئی آب حیات پیتا ہے موت اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور وہ ہمیشہ کی زندگی جیتتا ہے۔یہ حوالہ مسلم معاشرے کی مکمل آئینہ دار ہے چونکہ اس داستان کا بنیادی نقطہ اور مرکزی خیال آب حیات کی تلاش ہے۔ لہذا داستان کی شروعات آب حیات سے ہوتی ہے اور بیچ میں مختلف ضمنی قصص کی وجہ سے مرکزی قصہ نظروں سے اُوجھل ہو جاتا ہےلیکن داستان کا اختتام آب حیات کے مل جانے پر ہوتا ہے۔ داستان "سب رس" ایک نہایت دلچسپ اور تمثیلی داستان ہے جو کہ اپنے کرداروں کے ذریعے بخوبی اپنے عہد اور معاشرت کی عکاس ہے۔

نثار دانش لکھتے ہیں:

"سب رس اگرچہ ایک تمثیل ہے مگر اس کے مطالعے سے اس عہد کے معاشرتی زندگی،افکار اور رجحانات کی ایک مکمل تصویر آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے۔"(10)

اردو داستانیں دہلی اور لکھنوی تہذیب کی مکمل عکاسی کرتی ہے۔ دہلی اور لکھنو کی سرزمین پر ہونے والے ہر ایک چیز جس میں گلی کوچوں سے لے کر محلوں تک ہے ہر ایک چیز کی نشاندہی کرتی ہے۔بادشاہوں،نوابوں،امرااور رعائیسوں کے شوق، ٹھاٹ باٹ غرض ہر ایک چیز کھل کر بیان کرتی ہے۔

"القصہ کوہ قاف کے ادھر ایک شہر ہے اس شہر میں ایک باغ ہے،کہ بہشت اس باغ کے رشک نے داغ ہے،جس کے پھول دیکھتے جیو آوے،اس باغ کو بہشت سوں کیوں تشبیہ دی جاوے،صحن اس کا موتیاں سے بھریا"(11)

اس حوالے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دہلی اور لکھنو کے نواب اور امرا کئی شوق رکھتے تھے۔جس میں باغات،گلیوں کی آرائش و زیبائش بھی شامل تھی۔یہ ان باغات کو بہت خوبصورت اور توجہ سے سجاتے تھے اور دل کھول کر ان کی تزئین پر خرچ کر دیتے تھےجو ہر دیکھنے والی آنکھ کو مسحور رکھتی تھی۔بہرحال یہ حوالہ ہمارے ہندوستانی تہذیب ومعاشرے کی عکاسی کرتی ہے جس سے ان کی عیاشیاں ظاہر ہوتی ہے۔

"اصل عورتاں اپنے مرد بغیر دسرے مرداں کو اپنا حسن دکھلانا گناہ کر جان تیاں ہیں، اپنے مرد کوں ہر دو جہاں میں اپنا دین ایمان کر پچھان تیاں ہیں جو خدا کوں مانے تیوں اپنے مرد کوں مان تیاں ہیں جو مرد راضی تو خدا راضی،رسول راضی۔"(12)

اس حوالے سے مسلم معاشرے کی عکاسی ہوتی ہے۔وجہی نے یہاں اسلامی معاشرے کی عورت کے کردار اور اوصاف کو واضح کیا ہے۔یعنی مسلمان اور نیک عورت وہی تصور کی جائے گی جو صرف اپنے خاوند کی منشا کے مطابق چلے اور ان کی خواہش اور رضا کو مقدم رکھیں۔جب بناؤ سنگار کریں تو اپنے مجازی خدا کے لیے،نہ کہ غیر مرد کے لیے،اگر کوئی عورت ان اوصاف کی متحمل ہے تو گویا اس کا خدا بھی راضی اور رسول بھی راضی۔اسلام نے عورت اور مرد دونوں کے کچھ حقوق اور فرائض متعین کر رکھے ہیں۔ جس کی پابندی دونوں پر فرض ہے۔بہرحال وجہی نے اس حوالے میں عورت کو اس کا صحیح مقام اور ذمہ داری بتائی ہے جو ہمارے دین اسلام اور مسلم معاشرےاور تہذیب کی مکمل آئینہ دار ہےاور یہ ہمارا دینی عقیدہ ہے۔

داستان "سب رس" اپنےعہد اور مسلم معاشرے کی مکمل عکاسی کرتی ہے،ہندوستانی سرزمین میں بسنے والے مسلم اور ہندو تہذیب و معاشرت کی مکمل آئینہ دار ہے۔داستان میں تہذیب سے متعلق ہر چھوٹی بڑی چیز کا تعلق ہندوستانی تہذیب سے ہیں۔زبان و بیان،رہن سہن کے طور اطوار، شاہی محلوں کا رنگ ڈھنگ اور عادات و اخلاق غرض ہر

چیز ہمارے معاشرے اور ہندوستانی تہذیب کی عکاسی کرتی ہے۔یہ داستان اردو داستان کی تاریخ میں اولین ہونے کے ساتھ ساتھ زبان وبیان کی انفرادیت اور دل چسپ کہانی کے باعث ایک خاص اہمیت رکھتی ہے اور ہمیشہ اس کی اہمیت قائم رہی گی۔

حوالہ جات

1) ظہور اعوان،ڈاکٹر، مرتب، سب رس، پشاور: تاج کتب خانہ قصہ خوانی، 1997، ص76

2) گیان چند جین،ڈاکٹر، اردو کی نثری داستانین، کراچی: انجمن ترقی اردو، پاکستان، اشاعت سوم، 2014، ص120

3) ملاوجہی، سب رس، مرتبہ، ڈاکٹر مولوی عبدالحق، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، 2009، ص47

4) ملاوجہی، سب رس، ص47

5) ابن کنول، پروفیسر، داستان کی جمالیات، لاہور: دولڈ ویو پبلیشرز، 2020ص120

6) ملاوجہی، سب رس، ص56

7) ملاوجہی، سب رس، ص69

8) سنجے کمار، اردو داستانوں میں ہندوستانی تہذیب ومعاشرت، سب رس، باغ وبہار اور افسانہ عجائب کے حوالے سے، جموں: یونیورسٹی آف جموں، 2017، ص76

9) ملاوجہی، سب رس، ص76

10) نثار دانش، مرتب، اردو داستانوں کی روایت، لاہور: دولڈ ویو پبلیشرز، 2023، ص58

11) ملاوجہی، سب رس، ص101

12) ملاوجہی، سب رس، ص116